میں خود کہوں تو میری داستاں دراز نہیں

شادم از زندگی خویش کہ ...... ہر وقت توبہ اور استغفار کی ضرورت میرے نزدیک مسلّم ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے ہر آن اپنا محاسبہ کرنے غلط راستوں سے مڑ کر جانے اور صحیح راستوں کا رُخ کرنے اور فروگذاشت کی صورت میں توبہ اور گریہ وزاری کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ میری ساری زندگی اسی جد وجہد میں گذری ہے کہ میں ہر حالت میں خدا کی نافرمانی اور ناراضگی سے بچا رہوں۔ اس مقصد کیلئے بڑی بڑی تکلیفیں بھی اُٹھائی ہیں جن کی داستان طویل ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے اپنی رضامندی کے راستوں پر یہ تکلیفیں برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائی ہے۔ میں اب بھی یہ تکلیفیں اُٹھا رہا ہوں۔ نیکی اور خدا کی رضاجوئی کا راستہ آسان نہیں ہوتا۔ جو لوگ اس راستہ پر گامزن ہوتے ہیں اور اس پر قائم رہنا چاہتے ہیں خدا اُن کی استقامت کو آزماتا رہتا ہے اور اُن پر تسلی اور اطمینانِ قلب کی دولت بھی نازل کرتا رہتا ہے۔ الحمد للہ کہ یہ دولت مجھے حاصل ہے۔ مجھے معلوم ہی نہیں کہ میں بے کار ہوں یا باکار۔ خدا کے فضل و کرم سے گذارا ہو رہا ہے اور ہوتا رہیگا۔ کیونکہ رزق خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

امر بالمعروف

بھائی بابا - آج کے خط میں میں آپ کو نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں آپ کا فرض ہے کہ آپ خود خشوع اور خضوع سے پانچ وقت نماز پڑھیں حتی الوسع باجماعت اور اپنے گھر کے تمام لوگوں کو اس فریضہ کی ادائیگی پر مجبور کریں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مسلمان کا فرض تھا لیکن مسلمان نے اسے بھلا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ذلیل ہے۔ اسکے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے خود احکام خداوندی کا پابند ہو۔ اور اس غرض سے ہو کہ پھر وہ دوسروں کو بھی کہہ سکیگا۔ والسلام

محمد رفیع الدین

روحانی طلب

جناب مکرم - السلام علیکم

میں نے آپ کی خدمت میں اپنی اصلاح اور روحانی ترتیب اور ترقی کیلئے ایک عریضہ لکھا تھا - اسکا جواب نہیں آیا - کئی ماہ کا عرصہ گذر گیا ھے - مجھے کچھ ہدایات دیجئے - مہربانی ہوگی

والسلام

محمد رفیع الدین

ڈاکٹر صاحب مرحوم مفتی محمد حسنؒ سے بیعت تھے۔ اُن کا پختہ عقیدہ تھا کہ جس طرح زندگی ہمیشہ زندگی سے پیدا ہوتی ہے اسی طرح خدا کی محبت بھی کسی صاحبِ دل سے تعلق پیدا کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ یہ کا خط آپ نے اپنے شیخ طریقت کی خدمت میں بھیجا۔ (ایڈیٹر)

صوفی محمد اشرف صاحب سے پوچھا تھا کہ جواب کیوں نہیں آیا - تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نے جوابی لفافہ نہیں بھیجا تھا - اسلئے آپ کو جواب نہیں مل سکتا تھا اسلئے جوابی لفافہ ارسال خدمت ھے - والسلام

قومی مرض کی تشخیص

اسوقت دنیا بھر میں مسلمانوں کی بے چارگی اور بے بسی کا باعث یہ ھے کہ انہوں نے عقیدۂ توحید کو مظاہر قدرت کے علم سے جسے ان دنوں سائنس کا نام دیا جاتا ھے الگ کر دیا ھے اور اس طرح سے اپنے سب سے زیادہ طاقتور آلہ حرب و ضرب کو جو انہیں امن اور جنگ دونوں حالتوں میں کام دیتا ھے کند اور بیکار کر دیا ھے لہذا وہ دوسری قوموں کو عقیدۂ توحید کی تبلیغ اور تعلیم سے مفتوح اور مغلوب کرنے سے عاجز ہیں - بلکہ اس عاجزی کی وجہ سے وہ دوسروں کے مفتوح اور مغلوب ہوتے چلے جاتے ہیں

براھیمی نظر

خالص اور کامل عقیدہ توحید کے اندر تمام انسانوں کیلئے بے حد کشش اور جاذبیت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ عقیدہ کوئی خارجی چیز نہیں بلکہ خدا کی محبت کے ایک مستقل اور طاقتور جذبہ کی صورت میں انسان کی فطرت کے اندر موجود ہے۔ انسان اس جذبہ کے تقاضا کو ایک لمحہ کے لئے بھی روک نہیں سکتا اور ہر وقت اسکی صحیح اور مکمل اور مستقل تشفی کے لئے بے قرار رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ اپنی لاعلمی سے خدا کو پہچان نہیں سکتا تو تمام غلط اور ناقص تصورات سے ہی اس جذبہ کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اسلئے تشریف لائے کہ انسان کو اس جذبہ کی صحیح مکمل اور مستقل تشفی کا راستہ بتائیں۔ انبیاء علیہم السلام کی دعوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں اپنے کمال کو پہنچی ہے۔

انسان زیادہ دیر تک اپنی فطرت سے ناآشنا نہیں رہ سکتا۔ ضروری ہے کہ وہ اپنی جہالت کے کٹھن راستہ کو طے کر کے ایک دن رہنے لگے اور کامل معبود کو پہچانے اور بطیب خاطر اسکا خدمت گزار اور فرمانبردار بن جائے

آرزوئے ناتمام

جس روز ڈاکٹر صاحب مرحوم نے راقم الحروف کو اپنی کتاب حکمت اقبال کا نسخہ تحفتہً دیا اسی روز آپ نے اس کتاب کو ترجمہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور اس ضمن میں اس ناچیز سے رائے طلب کی۔ میں نے ان سے کہا کہ حکمت اقبال کا ترجمہ کرنے والے تو بہت مل جائیں گے آپ کو کوئی تحقیقی کام کرنا چاہیئے نیز میں نے انہیں یہ بھی یاد دلایا کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھنے کا جو ارادہ آپ نے کچھ عرصہ پہلے ظاہر فرمایا تھا اسے عملی جامہ پہنائیں۔ آپ نے یہ مشورہ نہ صرف پسند فرمایا بلکہ آپ کی وفات کے بعد انکے کاغذات میں سے چھ سات ورق یکجا ایسے ملے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آخری ایام میں آپ نے یہ کام شروع بھی کر دیا تھا۔ افسوس کہ موت نے انہیں مہلت نہ دی اور آپ کی یہ آرزو تشنۂ تکمیل ہی رہی۔ ان کاغذات میں سے پہلے ورق کا عکس ہدیہ ناظرین ہے۔ (ایڈیٹر)

الحمد للہ رب العلمین

ترجمہ: تمام ستائشوں کے لائق ذات فقط اللہ ہی کی ہے جو دنیا کی تمام مخلوقات کی پرورش کرنے والا ہے

تمام ایسے الفاظ جو کسی کی ستائش کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں ان کا حقیقی اطلاق صرف اللہ ہی کی ذات کیلئے ہو سکتا [illegible]

[illegible]

اس حقیقت کا ذکر قرآن حکیم میں اور مقامات پر اسطرح کیا گیا ہے

ولہ الاسماء الحسنیٰ	اور تمام اچھے نام صرف اسی کے لائق ہیں
وللہ الاسماء الحسنیٰ	اور تمام اچھے نام صرف اللہ ہی کے لئے ہیں۔

الحمد میں ال استغراق کے لئے ہے اور اسکے معنی تمام یا کل کے ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آیت کریمہ کا مطلب نہ صرف یہ ہے کہ تمام ستائشوں کے لائق اللہ ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے سوائے کوئی اور وجود یا ہستی باعتبار حقیقت کسی بھی ستائش کے لائق نہیں۔ اگر کائنات میں کسی شخص [illegible] کے اندر کوئی قابل ستائش وصف پایا جاتا ہے تو [illegible] اللہ خدا کا عطا کیا ہوا ہے۔ لہذا اس کے لئے بھی سزاوار حمد خدا ہے اور صرف وہی ہے

آتے ہیں غیب سے .... انسان ہمہ تن خدا کی محبت کا جذبہ ہی ہے جو اسکے علاوہ اور کچھ نہیں جو اسکی باقی تمام خواہشات اس جذبہ کے ماتحت اسکی تابعدار اور خدمتگزار ہیں اور اس کی تشفی اور تسکین کیلئے اپنا وجود رکھتی ہیں - قرآن میں ہے

(1) ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون

(2) قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین

(3) فاقم وجھک للدین حنیفا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا

اس حقیقت کو مولانا روم نے الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے

اے برادر تو ہمیں اندیشہ
مابقی تو استخوان و ریشہ

آدمی دیدست باقی پوست است
دید آں باشد کہ دید دوست است

اندیشہ - یعنی ایک عاشق کی سوچ اور فکر ہے

ڈاکٹر صاحب مرحوم اپنی ہر تحریر سے پہلے بہت غور و فکر کرتے رہتے اور بسا اوقات اپنی کاوشِ فکر کے نتائج کو نکات کی صورت میں نوٹ کر لیتے۔ ایک ایسی ہی کاوشِ فکر کا ایک عکس یہاں تبرکاً پیش کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

حاصلِ فکر

THE URGE FOR GOD
IS THE
MOTIVATING FORCE OF
ALL HUMAN ACTIVITY
AND HUMAN HISTORY

خدا کی محبت کا جذبہ تمام انسانی اعمال اور انسانی تاریخ کی قوت محرکہ ہے +

انسانی عمل اور انسانی تاریخ کی منزل فقط خدا ہے

GOD IS THE OBJECTIVE
OF HUMAN HISTORY AND
HUMAN ACTIVITY

راقم السطور نے ڈاکٹر صاحب کے سامنے اپنی ڈائری پیش کرتے ہوئے یہ استدعا کی کہ آپ اپنی ساری فکر کو ایک فقرے میں سمیٹ کر لکھ دیں۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی یہ تحریر راقم کی ڈائری کے ۲۵ جنوری ۱۹۶۹ء کے صفحہ پر درج ہے۔ (ایڈیٹر)